ذخیرہ کتب
میثم عباس قادری رضوی

محفل میلاد مبارک کی شرعی حیثیت

مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کا تجزیہ

ایک صاحب نے دہلی سے وہابیہ کا ایک اشتہار جسکا عنوان میلاد ہوا سے طبیعت ہے ایک سوال کے ساتھ بھیجا اور اس مسئلہ کے متعلق دلائل و براہین کیساتھ توضیح اور منکرین کے جواب کی درخواست کی کیونکہ اس اشتہار کے ذریعہ سے عام مسلمانوں کو بہکانے اور غلطی میں ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ اشتہار نہایت جاہلانہ بدزبانیوں کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اس میں محفل میلاد شریف کو جو ذکر خدا اور رسول کی محفل ہے اس کی اس بیدردی سے توہین کی گئی ہے کہ کوئی پرانا کافر بھی اس سے زیادہ کیا توہین کریگا۔ مسلمانوں کے معمولات پر اس تعصب اور بدزبانی سے طعن و تشنیع کرنا فساد انگیزی و تفرقہ پردازی ہے۔ یہ اشتہار گالیوں سے بھرا ہوا ہے وہ تو کیا قابل التفات و لائق جواب ہیں صرف ایک فتوے مولوی رشید احمد گنگوہی کا چھاپا ہے اور اسپر اعتماد کیا ہے اور مولوی کفایت اللہ وغیرہ بہت لوگوں کے اسپر دستخط اور تصدیقیں ہیں فتوے کی عبارت یہ ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولود خوانی اور مدح یعنی تعریف سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ایسی صورت سے کرتے ہیں کہ جسمیں مردان خوش الحان یعنی سریلی آواز اور تال سے پڑھنے والے آواز ملا کر غزلیں اور قوالیوں کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس میلاد کی منتیں مانی جاتی ہیں اور زیب و زینت اور شیرینی اور روشنی ہائے کثیرہ یعنی کثرت سے روشنی اور ضرورت سے زیادہ زینت کیجاتی ہے جو اسراف میں داخل ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے اشعار پڑھتے ہیں جسمیں خداوند تعالی کی توہین ہوتی ہے مثلاً "جوں نکو کم بجز احمد سے میم ترا" اور مثلاً (شعر) اللہ کے پلہ میں وحدت کے سوا کیا ہے، جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمد سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اشعار میں حاضر جانکر مخاطب کرتے ہیں اور وقت ذکر ولادت صلے اللہ علیہ وسلم کے قیام کرتے ہیں حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے جائز ہے یا نہیں بینوا و توجروا جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

الجواب ۔ محفل میلاد شریف موافق صورت مذکورہ بالا کے کرانا اور قیام وقت پیدائش آنحضرت کے قرون ثلثہ یعنی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور آپ کے صحابہ تابعین کے زمانہ میں اور تبع تابعین کے زمانہ میں تینوں زمانوں سے ثابت نہیں بلکہ احادیث صحیحہ اور کتب دینیات سے کہیں ثابت نہیں خلاصہ یہ کہ امور مذکورہ بالا بدعات مخترعات ہیں یعنی لوگوں نے اپنی خواہش نفس کے موافق یہ امور رائج کر لیے ہیں خدا اور رسول کے ناپسند ہیں اور ذکر میلاد صورت مذکورہ کے موافق کراوے اور جو اس میں شریک ہوگا وہ مستحق عذاب آخرت ہوگا بمصداق لقولہ علیہ السلام کل بدعت ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار فقط واللہ اعلم

رشید احمد گنگوہی

الجواب بعون الکریم الوھاب بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

مولوی رشید احمد صاحب کا جواب سراسر غلط وناصواب ہے اس میں انھوں نے تین باتیں لکھی ہیں ایک یہ کہ محفل میلاد شریف وقیام وقت ذکر پیدائش قرون ثلثہ اور احادیث وکتب دینیہ سے کہیں ثابت نہیں لہذا بدعت ہے دوسرے یہ کہ خدا اور رسول کو ناپسند ہے تیسرے یہ کہ میلاد شریف کرانے والا اور اس میں شریک ہونیوالا مستحق عذاب آخرت ہے یہ تینوں باتیں غلط اور بے دلیل ہیں یہ دعوی کہ احادیث وکتب دینیہ میں کہیں ثابت نہیں بہت غلط دعوی ہے اول تو مولوی صاحب کو احادیث وکتب دینیہ کا اتنا علم کب ہے کہ وہ کہہ سکیں کہ کہیں ثابت نہیں کیونکہ انہوں نے تمام حدیثیں اور دینیات کی کل کتابیں کب ملاحظہ کی تھیں بہت سی حدیثیں ہیں جنکی انکھیں ہوا بھی نہیں لگی اور بہت سی دینیات کی کتابیں ہیں جنکا مطالعہ بھی نصیب نہوا اور مسئلہ ایسا واضح کہ سب سے اعلی کتاب قرآن پاک ہی میں موجود جا بجا قرآن کریم میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت وتشریف آوری کا ذکر ہے اور اسکا بیان ہے کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والتسلیمات نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک پڑھا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ دوسری آیت میں ہے اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کا بیان کرو اور یقینا حضور کی تشریف آوری وجلوہ فرمائی اللہ تعالی کی بڑی عظیم وجلیل نعمت ہے تو اسکا ذکر مطلوب ومامور ہوا اور قرآن پاک سے ثابت ہوا۔ اسی طرح قیام بھی ایک فرد تعظیم ہے اور قرآن کریم میں حضور کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا گیا ارشاد ہوا وتعزروہ وتوقروہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجلس صحابہ میں مسجد شریف کے اندر منبر اقدس پر قیام فرما کر اپنی

پیدائش کا ذکر فرمایا فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا قال انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم الی اخر الحدیث

محفل میلاد شریف کے استحباب پر مولوی خلیل احمد انبیٹھی کا فتویٰ

المفند علی المہند میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں حاشا ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپکی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے انکا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے (المفند صفحہ ۲۴) اسی جواب کے اخیر میں مولوی خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں کہ اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز بدعت ہے ص۲۵

محفل میلاد شریف کے خیر و برکت ہونے پر مولوی رشید احمد صاحب کے استاد کا فتویٰ

اسی مفند میں مولوی احمد علی سہارنپوری استاد مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ مجلس میلاد شریف کی نسبت درج ہے اس میں لکھا ہے ان مجالس میں کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہیں بشرطیکہ صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جائے کہ یہ بھی منجملہ اذکار حسنہ کے ذکر حسن ہے،، اس کتاب پر مولوی کفایت اللہ مولوی محمود حسن مولوی اشرف علی تمام دیوبندی مولیوں کے دستخط ہیں اور سب نے یہی اپنا عقیدہ بتایا ہے۔

اب غور فرمائیے ایسا مسئلہ جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے صحاح ستہ کی معتبر کتاب ترمذی شریف میں خود حضور کا فعل مذکور ہے وہ بھی اسطرح کہ بیان پیدائش مبارک کے ساتھ قیام بھی ہے منبر بھی ہے مجلس صحابہ بھی ہے اس کے بعد تمام دیوبندی اور خود مولوی رشید احمد صاحب کے استاد محفل میلاد شریف کی خیر و برکت اور اسکے استحباب کے قائل ہیں اسپر یہ کہہ دینا کہ قرون ثلثہ میں کہیں ثابت نہیں دین کے مسئلہ میں کسقدر مغالطہ ہے عالموں کی یہ شان ہونا چاہیئے کہ مسئلہ قرآن و حدیث میں موجود ہو اور کہدیں کہ کہیں ثابت نہیں قرآن و حدیث کا علم ہوتا یا دیدہ و دانستہ اسپر پردہ ڈالا جاتا تو یہ شان و ہابیت سے کچھ

بعید نہ تھا لیکن اپنے گھر والوں کو کبھی نہ دیکھا اور استادوں کی تحریرات کی خبر نہ رکھا اور طرہ یہ کہ خدا و رسول
پر افترا کر دیا کہ یہ فعل خدا و رسول کو ناپسند ہے کتنی بڑی جرأت ہے کیا آج کوئی وہابی ثابت کر سکتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے یا اسکے رسول نے صلے اللہ علیہ وسلم میلاد شریف سے ناراضی کا اظہار فرمایا اور
اپنی ناپسندیدگی ظاہر کی خدا و رسول پر بہتان لگاتے ہوئے جن لوگوں کو شرم نہ آتی ہو انکا فتوے
مسلمانوں کے نزدیک کیا اعتبار رکھتا ہے ایسا ہی یہ بہتان کہ مجلس میلاد مبارک میں شریک ہونے والے
مستحق عذاب آخرت ہیں نہ خدا نے فرمایا نہ رسول نے یہ کہاں کے ٹھیکیدار ہیں جو اللہ کے بندوں کو
ذکر خدا و رسول پر مستحق عذاب آخرت کئے دیتے ہیں انھیں کسنے جنت کا ٹھیکہ دیدیا ہے
الحمد للہ کہ فتوے کی غلطی تو بخوبی ثابت ہو گئی اور یہ بات معلوم ہو گئی کہ محفل مبارک میلاد شریف
قرآن و حدیث سے ثابت اور مستحب موجب خیر و برکت ہے اسکے علاوہ اس فتوے میں ایک بہت
بڑی غلطی یہ ہے کہ جو چیز قرون ثلثہ میں نہ ہو اسکو بدعت سیئہ مذمومہ مصداق کل بدعۃ کا قرار دیا ہے
یہ بالکل غلط ہے ورنہ حدیث کی کتابوں کا جمع کرنا فقہ کی تدوین ابواب و فصول میں مضامین کی تقسیم
مدرسوں کا قائم کرنا نصاب کا معین کرنا اس نصاب کے پورا ہونے پر دستار بندی کرنا امتحان اور اس
جلسے کا اہتمام امتحان میں تحریرا و تقریرا سوال اور انہیں نمبر دینا جلسوں کے لیئے روشنی و فرش کے
تکلفات اشتہاروں و اعلانوں سے تداعی اور بلانا علماء کو دور دور سے شد رحال کے لیئے دعوتیں
دینا پھر ان میں سبکے ہاتھوں سے دستار بندی کرانا بخاری شریف کے ختم پڑھنا قرآن پاک کے
سورت سورت کے نقش بنا ڈالنا حواشی پر ایسے عملیات چڑھا دینا جن کا قرآن و حدیث میں
کہیں پتہ نہیں ملے اور اس قسم کے بہت سے امور ہیں جو قرون ثلثہ میں نہ تھے ائمہ مجتہدین کے
عہد میں نہیں پائے گئے کتب دینیہ میں انکی صراحت نہیں ملتی مگر وہابی اس کے عامل ہیں
اور ان کو موجب ثواب جانتے ہیں دنیا کو اسکی ترغیب دیتے ہیں اس کے لیئے چندے
وصول کرتے ہیں چندہ والوں کی رسیدیں چھاپتے ہیں تو اگر ہر چیز جو قرون ثلثہ میں نہ ہو بدعت ہو
تو یہ تمام امور بدعت ہونگے اور تمام دیوبندی مع ان مفتی صاحب کے پکے بدعتی اور بقول
خود مستحق عذاب ہونگے اور انکے ان کاموں میں شرکت کرنے والے بھی۔

مولوی رشید احمد صاحب کے فتوے کا نمونہ انکے فتوے سے رد

یہاں تو مولوی صاحب موصوف نے ہر وہ چیز جو قرون ثلثہ میں نہو بدعت سیئہ اور خدا و رسول کی ناپسند اور ضلالت قرار دیدی مگر فتاوی رشیدیہ جلد اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی کے صفحہ ۱۰۱ میں ایک فتوی لکھا جس سے اپنے اس قول کو باطل کر دیا وہ یہ ہے۔

سوال کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں

الجواب۔ قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اسکا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں فقط۔ یہ وہی مولوی رشید احمد ہیں جو لکھتے ہیں کہ مولود شریف قرون ثلثہ میں نہیں اس وجہ سے بدعت ہے خدا و رسول کو ناپسند ہے سبب استحقاق عذاب ہے۔ یہاں ختم بخاری کو باوجودیکہ ختم تو ختم بخاری بھی قرون ثلثہ میں نہ تھی اسکو فرماتے ہیں کہ بدعت نہیں کہئے اپنے ہی قول سے جھوٹے ٹھیرے کہ نہیں اور یہ کہدینا کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے یہ اصل شرع سے ثابت ہے بخاری شریف کے ختم کے لیئے تو سمجھ میں آئی مگر ذکر مولود شریف کیا ذکر خیر نہیں ہے اور کیا اس کی اصل ثابت نہیں ہے اور تیجہ میں کلمہ و قرآن شریف جو پڑھا جاتا ہے کیا وہ ذکر خیر نہیں ہے اس کے بعد دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اور یہ بھی ہے تو وہ بدعت کیوں ہوگیا قیام تعظیمی کی نسبت بھی اسی صفحہ میں فرماتے ہیں تعظیم دیندار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے حدیث سے ثابت ہے فتاوی مولوی رشید احمد صاحب جب دیندار کی تعظیم کے لیئے قیام جائز اور حدیث سے ثابت ہوا تو کیا پیشوائے دین سید انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی تعظیم کے لیئے قیام بدعت ہوجائیگا مگر بات یہ ہے کہ اپنے لیئے قیام کرانا اور اپنے پاؤں چومانا مقصود تھا تو قیام و پابوسی دونو جائز کہدیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی تعظیم سے انھیں کیا مطلب اسے بدعت ہی کہتے رہے باوجودیکہ قرآن و حدیث سے ثابت فعل انبیاء سے ثابت علیہم السلام عمل امت سے ثابت اور خود وہابیہ اور پیشوائے وہابیہ اور مولوی رشید احمد صاحب کے اپنے اقراروں سے ثابت اور اسکے استاد مولوی احمد علی صاحب کے فتوے سے ثابت جیسا اوپر مذکور ہوا تو اب اس فتوے کا بطلان بحمد اللہ الرحمن ایسے زبردست طریقہ سے ثابت ہوا جسکا کوئی جواب نہیں ہے لاسے لا العینی

فتووں سے وہابیہ تمسک کرتے اور مسلمانوں کو دھوکے دیتے ہیں انہوں نے محفل میلاد شریف کے جواز میں شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ نہیں پیش کیا اُنکے والد ماجد حضرت مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی فیوض الحرمین کی عبارت محفل مبارک کے متعلق نہیں پیش کی جس سے اس محفل شریف کا سبب خیر و برکت اور باعث اجر و ثواب ہونا ثابت ہے مولوی رشید احمد کی یہ جرائت کہ محفل مبارک کو اپنی ہوائے طبیعت و خواہش نفس سے غیر ثابت کہدیا اور اُس میں شرکت کرنیوالونکو اپنے دل سے مستحق عذاب بنادیا یہ نہایت قابل نفرت بات ہے گنگوہی فتوے کا تو بحمدہٖ تعالےٰ ایسا بلیغ رد ہو گیا کہ نجد تک کے وہابی بھی اسکی پونڈ کاری نہیں کر سکتے لیکن سائل نے سوال میں بہت سی باتیں ملا کر یہ کوشش کی ہے کہ محفل مبارک کو کسی نہ کسی طرح ناجائز ہی لکھوا لے مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے فتوے میں اُن سے تعرض نہیں کیا لہذا انکا جواب اضافہ کیا جاتا ہے۔

خوش الحانی سے آوازیں ملا کر پڑھنا

خوش الحانی قدرت نے انسان کے لیئے مرغوب الطبع بنائی اور نفوس انسانیہ کو اُسکی طرف مائل کیا سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو لحن دلکش عطا فرمایا حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن پاک کو پاکیزہ لہجوں میں خوش الحانیوں سے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ اپنی خوش الحانی سے قرآن پاک کی زینت کرو۔ دوسری حدیث میں وارد ہوا لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ (رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) یعنی ہم میں سے نہیں ہے جو قرآن کریم کے ساتھ خوش الحانی نکرے۔ اسی مضمون کی اور کئی حدیثیں بھی بخاری و مسلم میں وارد ہیں اور تغنی سے مراد خوش آوازی اور تطییب تزیین کے ساتھ پڑھنا ہے لمعات میں ہے ان المراد تحسین الصوت وتطییبہ وتزیینہ وترقیقہ وتحزینہ بحیث یورث الخشیۃ ویجمع لھم ویزید الحضور ویبعث الشوق ویرق القلب ویوثر فی السامعین مع رعایۃ قوانین التجوید و مراعات النظم فی الکلمات والحروف یعنی حدیث شریف میں تغنی سے مراد خوش آوازی اور آواز کو پاکیزہ اور حزین کرنا اور نرم و دردناک کرنا ایسا کہ دل میں خوف پیدا کرے اور سننے والوں کے

قلب اس سے حاضر ہوں اور شوق برانگیختہ ہوں اور دل نرم ہوں مع رعایت قواعد تجوید کے اور
کلمات حروف کی نظم کے دارمی نے روایت کی حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ
يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا اپنی آوازوں سے قرآن کا سنگہار کرو کہ صوت حسن قرآن کا حسن دو بالا
کرتی ہے اس مضمون کی اور کثیر احادیث ہیں جب خوش آوازی قرآن کریم کی تلاوت میں بھی
خدا اور رسول کو پسند اور شریعت میں مطلوب و مستحب ہے تو حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت
میں کیا قابل اعتراض ہو سکتی ہے اگر خوش آوازی بری چیز ہوتی تو قرآن پاک کا اس سے محفوظ
رکھنا سب سے زیادہ ضروری تھا کیونکہ قرآن پاک کی تلاوت کے آداب تو ایسے ہیں کہ انمیں
بہت سے مباحات تک ممنوع ہو جاتے ہیں لہذا خوش الحانی کو مورد اعتراض قرار دینا جہالت
ہے رہا آواز ملانا اس کی ممانعت شریعت مطہرہ میں وارد نہیں ہوئی تو کون اسے ممنوع کریگا
یہ تو ایسی بات ہوئی جیسے کوئی کہدے کہ وہابی مولوی صاحب عینک لگا کر وعظ کہتے ہیں یہ
قرون ثلثہ میں کہیں ثابت نہیں لہذا بدعت ہے اور اس وعظ کے سننے والے اور اسمیں
شریک ہونے والے بقول مولوی رشید احمد مستحق عذاب ہیں مگر اس قائل سے کہا جائیگا کہ
چشمہ لگانیکی کہیں ممانعت وارد ہوئی ہو اور شریعت نے اسپر استحقاق عذاب کا حکم دیا ہو تو
پیش کرو اسی طرح آواز ملانے کو منع کرنے اور ناجائز بتانے والے سے دریافت کیا جائیگا کہ
شریعت میں کہیں اس کی ممانعت آئی ہو تو پیش کر۔ جب وہ کہیں سے ممانعت پیش نہ کر سکے تو
یہ امر جائز مانا جائیگا مالم یومر بہ ولم ینہ عنہ جائز ہوتا ہے علاوہ بریں آواز ملا کر نظمیں پڑہنا
تو کچھ آج نہیں پیدا ہو گیا ہے زمانہ اقدس میں بھی تھا بنات انصار یہ کا باہم ملکر یہ گانا نحن
جوار بنی النجار یا حبذا محمد من جار حدیث میں مذکور ہے ایک اور حدیث جس میں
لڑکیوں کے گانے کا ذکر ہے جس میں انہوں نے وفینا نبی یعلم ما فی غد گایا تھا وہابیوں کے
پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں نقل کیا ہے علاوہ بریں غزوہ خندق میں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صحابہ کرام کا باہم آوازیں ملا کر اشعار پڑہنا حدیث سے ثابت
ہے اب آوازیں ملانے کو کون ناجائز کہہ سکتا ہے مگر وہابی سے تعجب نہیں کہ وہ حدیثوں سے
منحرف ہو جائے اس لئے اسے اس کے گنگوہی پیشوا مولوی رشید احمد کا فتوی دکہاؤ فتاوی رشیدیہ

جلد دوم صفحہ ۱۷ میں ہے مسئلہ باہم آوازیں ملاکر چند آدمیوں کو خدا کی یا حضرت کی شان میں غزلیں پڑھنا درست ہے یا منع ہے الجواب اس طریق سے مناجات یا مدح پڑھنا بشرطیکہ کوئی فتنہ کا خوف ہو نہ قید کسی وقت خاص کی ہو نہ مضمون خلاف شرع ہو نہ کسی دوسرے کی نماز یا ذکر میں حرج ہوتا ہو۔ نہ پڑھنے والے کی نماز قضا ہو جائے یا جماعت جانیکا خوف ہو الغرض تمام مفاسد شرعیہ سے خالی ہو تو مباح ہے فقط۔

اب تو مولوی رشید احمد کے فتوے سے بھی معلوم ہو گیا کہ آوازیں ملا کر اشعار پڑھنا جائز ہے اب تو وہابیوں کو کوئی عذر و حیلہ باقی نہ رہا۔

سوال میں کثرت روشنی کا ذکر کیا ہے روشنی کی کثرت سے بھی میلاد شریف یا اس کے سوا ذکر خدا و رسول کی اور کوئی محفل ناجائز نہیں ہو سکتی شریعت میں کہیں ایسا حکم نہیں ہے خود وہابیوں کے جلسوں اور وعظوں میں بالعموم حاجت سے بہت زائد روشنی ہوتی ہے مگر اسکو کون ممنوع کہہ سکتا ہے۔ روشنی سے وہابی کیوں چڑتے ہیں نور تو ایمان والوں کو محبوب ہوتا ہے دنیا و آخرت میں ان کو نصیب ہے۔ قبریں بھی مومن کی نورانی کی جائیں گی ظلمت و اندھیری تو کفار ہیں جن کی قبریں بھی بے نور ہونگی دوزخ میں بھی انکے لئے تاریکی کے عذاب ہونگے قرآن پاک میں بھی نور کی تعریف آئی ہے هل یستوی الظلمات والنور کفر کی تعبیریں بھی ظلمت سے ہوئی ہیں شرع مطہر نے ایمان کو نور سے تعبیر فرمایا ہے پھر اسراف ایک ایسا لفظ ہے جسے وہابی ہمیشہ غلط معنی میں استعمال کرتے ہیں اور اسکے معنی بتایا کرتے ہیں ضرورت سے زیادہ۔ سوال میں سائل نے بھی یہ الفاظ لکھے ہیں "ضرورت سے زیادہ زینت کرتے ہیں جو اسراف میں داخل ہے" اس لحاظ سے وہابی اپنے ہر عمل کے اعتبار سے اسراف میں غرق ہے۔ مسجدوں میں فرش کی اصلا ضرورت نہیں بغیر فرش کے بھی نماز ہو سکتی ہے اور اس نماز میں کچھ بھی نقصان نہیں آتا تو عمدہ عمدہ چٹائیاں سیتل پاٹیاں اور ٹاٹ اور اس کے اوپر دریاں اور قالین کی جانمازیں اسراف ہوئیں ایک باریک بتی کے کڑوے تیل والے چراغ کی دھیمی روشنی بھی کافی ہو سکتی ہے تو مساجد میں بجلی کی روشنیاں اور قمقموں کے تکلفات اسراف ہوئے اور خود مسجد کی عمارت پر خوشنما استرکاری بے ضرورت ہے اسی طرح اسکا سالانہ قلعی کرنا غیر ضروری ہے یہ بھی وہابی مذہب پر اسراف میں داخل ہے اسی طرح تعمیر میں

جو اہتمام کیئے جاتے ہیں اور کثیر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے وہابی کے نزدیک یہ سب ناجائز اور اسراف میں داخل ہوگا اب مدرسہ کی طرف چلئے تو عمدہ چھاپے کی کتابیں خوشنما جلدیں نفیس اور قیمتی الماریاں خوبصورت کمرے اور دارالحدیث کی پرتکلف عمارتیں جنکے لئے اخباروں میں چھاپ چھاپکر چندے حاصل کیئے گئے ہوں عمدہ فرش اور تمام زیب و زینت کے سامان سب وہابی اصول کی بناپر اسراف میں داخل اور ناجائز جلسوں میں حاجت سے زائد علما کو بلانا۔ اور علما کو بلانا تو بالکل حاجت سے زائد ہی ہے اسی طرح امتحان اور جلسے کے لئے زیب و زینت کے اہتمام اور پرتکلف طعام وہابی کے طریقہ پر سب زائد از حاجت و داخل اسراف ہیں مدرسین کا بڑی بڑی تنخواہیں لینا نفیس غذائیں کھانا اچھی پوشاک پہننا یہ بھی سب وہابیوں کے طریقہ پر سب اسراف ہے کیونکہ بھوک کی ضرورت دال روٹی اور ابالے ہوئے ذبیحے سے بھی رفع ہو سکتی ہے تو لذائذ اطعمہ و فواکہ سب اسراف و ناجائز ہوئے وہابی مولویوں سے یہ سب چھڑاؤ اور ان سے کہدو کہ پلاؤ قورمے سے ہاتھ اٹھاؤ دال روٹی سے دل لگاؤ تو دس روپیہ ماہوار بھی بہت ہونگے مدرسہ پر بار کم پڑیگا مسلمان رات دن کے چندے سے امن میں رہیں گے ایسے ہی وہابی مولویوں کا لباس کیا ضرورت ہے کہ ڈیڑھ روپیہ گز کی چکن دو ڈہائی اور تین روپیہ گز کی سلک اور چار چھ آٹھ روپیہ گز کی سرج پہنی جائے۔ ستر ڈہکنے کے لیے کھدّڑا اور گبرون بھی کافی ہے۔ سردی سے بچنے کے لیئے دو روپیہ والا کالا دیسی کمبل بھی بہت ہے زمین پر بیٹھتے اپنے ہاتھ سے دھوئے ہوئے کپڑے پہنے مشینوں کی سلائی اور استری کی دھلائی وہابیہ کے طور پر سب داخل اسراف ہے پھر ایسے اسراف کے حرام کپڑوں سے امامت کرکے مسلمانوں کی نمازیں بگاڑنا لوگوں کی عبادتوں میں خلل ڈالنا وہابیوں کے سرو نبر گناہ ہونگے کتنے انبار ہیں وہابیوں کو چاہیئے جھونپڑیوں میں رہیں پختہ اور نفیس عمارتیں تعمیر نکریں یہ بھی اسراف ہے۔ ہاں کھانا اور چاد لینا یہ بھی داخل ضروریات نہیں ہر چیز جو ضرورت سے زیادہ ہو وہابی کے نزدیک اسراف ہے لہذا یہ بھی اسراف ہے یہ تو تھوڑی سی مثالیں ذکر کی گئیں غور سے دیکھے تو وہابی پیدائش کیوقت سے قبر میں جانے تک اسراف میں ڈوبا رہا اور شیطان کا بھائی بنا رہا کیونکہ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ قرآن شریف میں وارد ہے مگر وہابی صاحب اپنی عیش و راحت

در لذت و آسائش کی کسی چیز کو بھی اسراف نہیں سمجھتے اگر اسراف کے وہی معنی ہوتے جو وہابی بیان کرتا ہے تو یہ تمام چیزیں اسراف میں داخل ہوتیں کیونکہ غیر ضروری چیز پر انہوں نے اسراف کا حکم دیا ہے عمل انکا شاہد ہے کہ انکے دل میں بھی اسراف کے یہ معنی نہیں ہیں صرف محفل میلاد شریف اور امور خیر کی عداوت میں ان چیزوں کو اسراف بتایا ہے بدنصیبوں کو یہ نظر نہ آیا کہ کنگھی کرنا بالوں میں تیل ڈالنا عطر لگانا جمعہ کو پوشاک بدلنا حسب استطاعت بہتر لباس پہننا سنت ہی اگر ضرورت سے زیادہ چیز اسراف ہوتی تو یہ امور ہرگز سنت نہ ہوتے اسراف وہ ہے جو مقصد صحیح کے لئے صرف نہ کیا جائے یا وہ محض بے فائدہ ہو اول تو محافل میلاد میں بکثرت روشنی ہی کہاں ہوتی ہے بلکہ بعض جگہ تو حاجت سے بھی کم ہوتی ہے۔ صرف مکان میں روشنی کرلی دروازہ کوچہ میں تھا اس میں روشنی نہ کی آنے جانے والے کو تکلیف ہوئی تو یہ روشنی قدر ضرورت ہی نہ ہوئی اسراف کیسا اور اگر شان سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے شوکت و شکوہ کے اظہار کے واسطے روشنی زیادہ بھی کی جائے تو بھی یہ مقصد صحیح ہے حسن ہے اس پر اجر و ثواب ملیگا عوام کی نظر میں حضور کا عزت و احترام اور زیادہ دلنشین ہوگا کفار پر پیشوائے اسلام کی شان و شوکت اور مسلمانوں کے اخلاص و نیازمندی ظاہر ہوگی اس مقصد کے لئے اگر زائد روشنی بھی کی گئی تو اسراف میں کیسے داخل ہو جائے گی نہ دیکھا کہ مسجد کے نقش و نگار اگر مال وقف سے نہ ہوں تو جائز ہیں اگر اس میں اسراف ہوتا تو شریعت کیوں اجازت دیتی یہی زیب و زینت کا حال ہے اور زیب و زینت میں کیا چیز قابل اعتراض ہے تصویریں اور کھلونے تو مجلس شریف میں ہوتے ہی نہیں تزیین ہوتی ہے تو ہار پھول سے اور خوشبو حضور پر نور سید انبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب۔ حدیث شریف میں ہے حُبِّبَ اِلَیَّ ثَلٰثٌ اَلطِّیْبُ الحدیث اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تین چیزیں میرے لئے پیاری کر دیں ان میں سے پہلی خوشبو ہے۔ حضور کو تو پیاری ہے مگر دماغ وہابیت پر بڑی شاق ہے یہ مزاج اعتدال سے منحرف ہو گئے ہیں اگر فیوض نبوت کے روائح طیبہ سے انکے مشام آشنا ہوتے تو مجلس شریف کی خوشبوئیں ہار پھول برے نہ معلوم ہوتے اور کچھ مجلس شریف ہی پر موقوف نہیں بیاہ شادی میں دولہا دلہن کو لوگ ہار پھول پہناتے ہیں پھولوں کا سہرہ باندھتے ہیں اس سے دولہا ممتاز بھی ہوتا ہے کپڑے اور بدن خوشبو میں بس بھی جاتے ہیں روح کو راحت بھی ہوتی ہے طبیعت کو قوت بھی پہنچتی ہے فرحت باعث نشاط و انبساط ہوتی ہے۔ خوشبو کی سنت بھی ادا ہوتی ہے مگر وہابی جب

سہرہ کو بھی ناجائز بتاتے ہیں اور جو اعتدال سے بڑھ جاتے ہیں تو شرک ٹھہراتے ہیں اسی طرح قبروں پر پھول ڈالنا کہ تر پھول تسبیح کرتے ہیں اس سے میت کو انس ہوتا ہے فقہا اس کو جائز فرماتے ہیں عالمگیری میں ہے لَا بَاسَ بِوَضْعِ الْوَرْدِ وَالرَّیَاحِیْنِ عَلَی الْقُبُوْرِ اس کی اصل حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضور انور سید و سرور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دو قبروں میں کھجور کی تر شاخیں جمائیں اور فرمایا لَعَلَّ اللّٰہَ یُخَفِّفُ عَنْھُمَا مَا لَمْ یَیْبَسَا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے تر رہنے تک قبر والوں کے عذاب میں تخفیف فرمائے باوجود اس تمام کے وہابیہ کو قبروں پر پھول ڈالنے سے بھی انکار ہے مگر جو شخص حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل کی محفل کرتا ہے وہ ایسا سامان کیوں نہ کریگا جو حضور کو پسندیدہ ہے وہابی کے بگڑنے کی اس کو کیا پرواہ ہے لاکھ وہابی بگڑا کریں مگر وہ اپنے آقا کو راضی کرتا اور اُن کے ذکر پاک کی محفل میں خوشبو کا انتظام کرنا جو حضور کو پیاری ہے اپنی سعادت جانتا ہے۔ ایک شیرینی کا اعتراض بھی ہے کہ شیرینی کیوں تقسیم کیجاتی ہے۔ دنیا بھر کی محفلوں میں سب کچھ ہوا ایٹ ہوم اور پیٹ ہوم تک میں شرکت کر آئیں کسی سے چڑ نہیں مگر محفل شریف کے لئے ہزاروں بہانے ہیں یہاں شیرینی کی تقسیم پر ترشرو ہوتے ہیں اور تلخ باتیں کرتے ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہوا اَلْمُؤْمِنُ حُلْوٌ وَیُحِبُّ الْحُلْوَ مومن خود شیریں ہے اور شیرینی کو پسند کرتا ہے آپ میں مومن کی یہ خصلت کیوں نہیں پائی جاتی آپ کیوں روکھے پھیکے ہیں شیرینی تو مومنین کے لئے بہترین ہدیہ ہے آپ کو اس کی تقسیم سے کیوں انکار ہے یا محض تقسیم ہی قابل اعتراض ہے اگر ایسا ہے تو کیوں کیا مسلمانوں کو ہدیے دینا مسنون نہیں کیا عہد صحابہ میں کبھی تقسیم نہیں ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سورہ بقرہ ختم فرمائی تو اس کی خوشی میں اونٹ ذبح فرما کر کھانا پکوا کر صحابہ میں تقسیم کیا یہ تو فعل خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جتنے صحابہ اس مجلس میں شریک ہوئے اور انہوں نے حصے لئے اُن سب کا اس تقسیم کے استحباب پر متفق ہونا عملاً ثابت ہے مگر وہابی کو نہ حدیث سے اطمینان ہوتا ہے نہ قرآن پاک سے وہ اپنے گرو گھنٹالوں کی لکیر کا فقیر ہے مجلس شریف کی مخالفت دل میں بس گئی تو احادیث و قرآن کی صریح دلیلوں اور ظاہر دلالتوں سے بھی اس کے دل بیمار کو شفا حاصل نہیں ہوتی بس یہی حیلے حوالے تھے جو محفل میلاد شریف کے ناجائز کرانے کے لئے وہابیوں کی جھولی میں پڑے رہے تھے اور بحمد اللہ

پامال کردیئے گئے اب ایک بات صرف اور باقی رہ گئی ہے کہ میلاد مبارک میں لوگ یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ حضور سید انبیار صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں اوّل تو یہ بات غلط ہے میلاد شریف کرنے والا ذکر مبارک کی برکت کی نیت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کے ذکر مبارک سے سننے والوں کی محبت حضور کے ساتھ زیادہ ہوگی نور ایمان کی جلا بڑھیگی اتباع سنّت کا شوق پیدا ہوگا۔ گھر میں برکت رہے گی اس اعتقاد سے یہ میلاد شریف پڑھوایا جاتا ہے نہ قیام کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ حضور اس مجلس خاص میں بنفس نفیس جلوہ افروز ہوئے ہوں عوام بیچارے ایسا خیال کیا کرتے کوئی ولی کامل جسے حضوری کا شرف حاصل ہو ایسا خیال کرے تو کرسکتا ہے تمام میلاد شریف پڑھنے اور پڑھانے والوں پر اس اعتقاد کا الزام افترائے خالص ہے مگر وہابی یہ کسطرح کہہ سکتا ہے کہ اس اعتقاد سے محفل شریف ناجائز ہو گئی اگر کوئی یہ خیال بھی کرے کہ شہنشاہ گدا پرور کسی نیازمند خالص العقیدت پر کرم فرمائیں تو کچھ بعید نہیں اس خیال سے امید وار تشریف آوری ہو تو اس امید سے مجلس شریف کیوں ناجائز ہوجائے گی اور یہ امید کیا وہابیہ کے نزدیک باطل اور گناہ ہے ایسا ہو تو اسکا ثبوت پیش کرنا چاہیئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم حیات ہیں اور آپکی حیات ادلۂ شرعیہ سے ثابت ہے امام حافظ جلال الدین سیوطی وغیرہ اکابر دین نے حضور کے اثبات حیات میں مستقل تصنیفات فرمائیں حضور کا مرتبہ تو بہت بلند وبالا اور مقام نہایت اعلیٰ ہے حضور کے حلقہ بگوش شہدا کے لیئے قرآن کریم سے حیات ثابت ہے اور آپکو مردہ کہنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ حدیث شریف میں انکے حق میں ارشاد ہوا ہے تَسِیۡرُوۡنَ حَیۡثُ تَشَاءُوۡنَ کہ وہ جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں جب شہدا کا یہ حال ہے تو انبیار بلکہ سید انبیار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے تشریف آوری کی توقع کسطرح خلاف شرع ہوسکتی ہے وہابیہ کہا کرتے ہیں کہ ایک آن واحد میں ہزارہا محافل میلاد ہوتی ہیں حضور علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کا بیک وقت سب جگہ تشریف فرما ہونا کسطرح ممکن ہے یہ ایسی بات ہے کہ خود ہی اپنی طرف سے پیدا کی اور آپ ہی اُسپر اعتراض کر لیا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں کہ بانیان محافل میلاد مبارک قیام اس نظر سے کرتے ہیں کہ حضور سرور انبیار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے

اپنا ذکر ولادت قیام کے ساتھ فرمایا تو اس میں حضور کا اتباع ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شاندار مسئلہ سننے کے لیئے قیام فرمایا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے تو اس قیام میں ایک جلیل القدر صحابی کا اتباع بھی ہے اور تعظیم ذکر بھی ہے اظہار سرور بھی ہے اور خود حضور انور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت نزول سورہ اتیٰ امر اللہ کے بھی قیام فرمایا اور اس میں حضور کی تعظیم اور حضور کی عظمت شان کا اظہار بھی ہے۔ ان مقاصد کو مد نظر رکھ کر اہل سنت قیام کرتے ہیں یہ بانیان محفل کے وہم میں بھی نہیں ہوتا کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم رونق افروز ہونگے اگر یہ خیال آئے تو کسی ولی کو آسکتا ہے جسپر سہر کا ردّ لتمہ اُ کا کرم خاص ہو تو ایسی مخصوص محافل ہر وقت ہر جگہ ہوتی نہیں رہتی سوال تو یہیں سے اُڑ گیا کہ مضمون تراشیدہ وہابی مطابق واقعہ نہ تھا تو اعتراض اسپر کیسے چسپاں ہو لیکن جو مضمون اُس نے فرض کیا ہے اُسپر بھی انکار کے لیئے اُس کے پاس کوئی سند نہیں اگر فرض کیا جائے ایک آن واحد میں مختلف مقامات پر کروروں مجلسیں ہوتی ہیں تو کیا وہابی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سب میں جلوہ افروز فرما دے۔ ایک آفتاب کتنے بڑے خطہ زمین کو روشن کرتا ہے لیکن جسطرح شاہی ایوان میں معلوم ہوتا ہے کہ یہیں ہے اسی طرح ایک غریب کے جھونپڑے میں بھی اسی وقت اور اسی آن میں جلوہ گر ہوتا ہے اور ایک شہر میں ہزارہا مکان ہوں تو ہر مکان والا اپنے گھر میں اُس کو جلوہ گر دیکھ لیتا ہے شہر کے باہر مضافات میں بھی یہی حال ہوتا ہے بلکہ صدہا میل کے فاصلہ والے بھی اُس کو اپنے گھروں میں پا لیتے ہیں تو جو قدیر برحق آفتاب کی جلوہ گری سے ایک عالم کو نوازتا ہے اور ایک آن واحد میں بے شمار بقاع ارض کو اس کے جلوہ سے بہرہ ور فرماتا ہے اُس کی قدرت و حکمت سے کیا بعید ہے کہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جمال سے بیک وقت ہزاروں آرزومندان اخلاص کیش کے گھر رشک جنت بنا دے اسپر کونسا استحالہ شرعی یا عقلی قایم ہے جس سے وہابی تمسک کر سکے اور یہ شبہ اُس کو محض حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہی میں پیش آتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ ایک ایک لمحہ میں عالم کے اندر کتنی موتیں واقع ہو جاتی ہیں اور اُن میں کیسے کیسے بعید فاصلے حائل ہوتے ہیں لیکن

ایک لمحہ میں جتنوں کی موت مقدر ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام سبکی روح اسی لمحہ اور اسی آن میں
قبض فرماتے ہیں اصلاً تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی خواہ ایک مغرب میں ہو اور ایک مشرق میں ایک
شمال میں اور ایک جنوب میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر اور ایک دریا میں یہ کبھی وہابی کو محال نہ معلوم ہوا۔
ایک ساعت میں جہان کے کتنے لوگ مختلف بلاد و امصار میں دور و دراز کے فاصلوں پر دفن ہوتے ہیں ایک ہی
وقت میں نکیرین سب جگہ سوال کے لیے پہنچتے ہیں اس سے کبھی وہابیہ نے سبق نہ لیا مگر بات یہ ہے کہ
بے ادبان تیرہ باطن انبیا علیہ السلام کی پاک اور مقدس ہستیوں کو اپنی ہستی پر قیاس کرتے ہیں۔ بھائی
بتاتے ہیں اپنی مثل بشر کہتے ہیں جیسا کہ پہلے کفار کہا کرتے تھے قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ
مَا ھٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اَلْاٰیۃ اس اعتقاد فاسد کا یہ ثمرہ ہے کہ اس حیات دنیویہ میں جب اپنے آپ کو
دیکھتے ہیں کہ ایک وقت میں دو جگہ نہیں پہنچ سکتے تو مقبولان حق کو بھی اپنے ہی آپ پر قیاس کر لیتے
ہیں یہ نہیں جانتے کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا ایکم مثلی تم میں کون میری مثل ہے یعنی کوئی بھی نہیں شان عالی میں تو بکثرت وہ اوصاف
پائے جاتے ہیں جن سے عقل کو حیرانی ہوتی ہے۔ معراج ہی کتنی عجیب بات ہے بہت ہی قلیل
عرصہ میں بیت المقدس اور وہاں سے سموات کے منازل بعیدہ طے فرمانا جنت و نار کی
سیر کرنا انبیاء سے انکے مقامات میں ملاقات فرمانا بارگاہ الٰہی میں راز و اسرار کے کلام ہونا
امت کے لیے شفاعت فرمانا ان میں سے کونسی بات وہابی کی عقل میں آتی ہے کونسی محال نہیں
معلوم ہوتی انگشت مبارک سے چشمے جاری ہونا اشارے پر چاند کا حرکتیں کرنا اور دو ٹکڑے ہو جانا
جسم اقدس کا سایہ نہ ہونا ہزارہا ایسی باتیں ہیں جو وہابی کو ناممکن معلوم ہوں گی کہاں کہاں وہ ذات
اقدس کو اپنے اوپر قیاس کریگا بھائی بننے کا سودا سر سے نکلے تو حقیقت جلوہ گر ہو اس کو تو یہی ناممکن
معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات محافل میلاد مبارک میں چند جگہ ایک وقت میں کیسے
جلوہ افروز ہونگے مگر اہل نظر سے پوچھئے وہ کیا فرماتے ہیں حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں آنحضرت ہمیشہ
نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و
آخر آن وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب

بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر ست پس مصلی باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائض گردد۔ وہابی کو تو محافل میلاد شریف ہی کی تشریف آوری محال معلوم ہوتی تھی مگر محدثین و عرفا یہ فرماتے ہیں کہ آپ ہمیشہ مومنین کے پیش نظر اور ان کی آنکھ کا نور ہیں ہر وقت انہیں مشاہدہ جمال میسر ہے اور حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں جلوہ فرما ہے اور نمازیوں کی ذاتوں میں حاضر و موجود ہے۔ اب میاں وہابی صاحب سوچیں کہ بیک وقت تمام دنیا میں شہر شہر اور گانوں گانوں بحر و بر میں کہاں کہاں نمازی ہوتے ہیں سب جگہ نمازیوں کی ذات میں جلوہ افروز ہونا اگر ان کی سمجھ میں نہ آئے تو اس سمجھ پر ماتم کریں حضور کا مرتبہ تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے حضور کے ادنیٰ غلام یہ شان رکھتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں علامہ علی قاری رحمۃ الباری نے نقل فرمایا

روی عن ابراھیم ابن ادھم راوہ بالبصرۃ یوم الترویۃ ورئی فی ذلک الیوم فی مکۃ

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ تعالے عنہ آٹھویں ذالحجہ کو لوگوں نے بصرہ میں دیکھا اور اسی روز آپ مکہ مکرمہ میں بھی دیکھے گئے ایسا تو اولیائے امت محمدیہ سے (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بکثرت ثابت ہے۔ حضرت شاہ میران سید بھیک رحمتہ اللہ علیہ کے احوال میں منقول ہے کہ آپ ایک درخت کے سایہ میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے ایک برہمن آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ ہندوؤں کے پیشوا رام سے ثابت ہے کہ وہ ایک شب میں چالیس بیبیوں کے پاس تمام شب رہتا تھا کیا آپ کے پیغمبر علیہ السّلام سے ایسا کمال ثابت ہے حضرت میران کی حمیت کب گوارا کرتی تھی کہ وہ حضور سے رام کا مقابلہ کرتے آپ نے فرمایا آقا کا کیا پوچھنا ہے غلام کو دیکھ اوپر نظر اٹھا اوپر جو نظر اٹھائی دیکھا کہ درخت کے ہر پتہ پر میران شاہ بھیک رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور قرآن کریم رحل پر سامنے کھلا رکھا ہے تلاوت فرما رہے ہیں یہ دیکھ کر وہ برہمن تو مسلمان ہو گیا مگر کوئی سخت دل وہابی ہوتا تو یہ دیکھ کر بھی انکار ہی کیے جاتا۔ ایسے تاریک باطن کا علاج یہ ہے کہ اسے وہابیوں کی کتاب المفند علی المھند دکھاؤ یہ وہ کتاب ہے جو وہابیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنے پیشواؤں کے کفر پر پردہ ڈالنے کے لئے جمع کی ہے مولوی خلیل احمد انبٹھی نے ایک فتویٰ ترتیب دیکر عرب کے علما کے سامنے پیش کیا

اور اس میں یہ لکھا جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اسپر تصحیح لکھ کر مہر سے مزین کر دیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتا ئیے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہوگا تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے المفند صفحہ ۳
اسکا جواب ایک مالکی مدنی عالم کا قابل ملاحظہ ہے ان عالم صاحب کی نسبت وہابیہ نے اسی کتاب المفند کے صفحہ ۶۱ میں لکھا ہے تحریر فرمایا حضرت شیخ علماء کرام اور سند اصفیاء عظام روشن سنت کے زندہ کرنے والے اور شفاف ملت کے بازو سرداران باعظمت کے مقتدار اور جلالت مآب صاحبان فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد ابن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی نے سدا انکے فیضان کے سمندر جاری رہیں اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہابیہ کے دل میں انکا کتنا احترام ہے اور وہ انھیں سنت کے زندہ کرنے والے بتاتے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں اور بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص معتقد ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے عالم ارواح سے دنیا میں تشریف لانیکا الخ لیکن کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لیئے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بہر غلطی بھی نہ سمجھا جائیگا کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں المفند صفحہ ۶۲ یہ تو ان مفتی کی تحریر ہے جن سے وہابیہ نے استفتا کیا اور انھیں سنت کا زندہ کرنے والا بتایا اور مولوی خلیل احمد صاحب نے انکا اتباع کرنے کا اقرار کیا اور اگر کوئی شبہ رہجائے تو دوبارہ صاف کرنیکا ذکر کیا مگر آجتک اسپر کوئی شبہ بھی پیش نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون تمام وہابیہ کو تسلیم ہے اور اس میں انھیں کوئی شبہ بھی نہیں ہے خود انہوں نے اپنی کتاب میں چھاپا بھی ہے اب وہابیوں کو روح مبارک کی تشریف آوری میں کیا عذر باقی رہ سکتا ہے خود انکی پارٹی تسلیم کر گئی۔ یہ تو خود انکا عقیدہ ہوا اس لئے مولوی رشید احمد اس کے جواب میں کان دبا گئے اور انہوں نے انکار نہ لکھا۔ وہابیو کچھ تو شرماؤ کہاں تک بیجا ضد کروگے ۔

سائل نے دو ایک شعر بھی لکھے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ اس قسم کے شعر میلاد شریف میں پڑھے جاتے ہیں اوّل تو جواز محفل مبارک میں یہ کچھ دخیل نہیں اس لئے کہ کوئی خاص شعر محفل مبارک کا جزو لاینفک نہیں ہے نعت شریف ہونا چاہیئے جو مطابق شرع ہو اگر کوئی شخص غلط مضمون کا شعر پڑھ دے تو اُس شعر کو روکا جائیگا نہ کہ مجلس کو منع کر دیا جائے اگر نماز میں کوئی شخص غلطی کرے تو اُس کو اُس غلطی سے باز رہنے کی ہدایت کی جائے گی نہ کہ نماز چھوڑ دینے کی۔ وہابیہ کی عقل بھی رخصت ہوگئی مگر اُن سے کہو ذرا گریبان میں مُنھ ڈالکر دیکھئے مولود شریف کی محافل میں تو ناجائز مضمون کے اشعار جستجو کرنے سے بھی نہ ملیں گے الا نادر کسی مجلس میں کہ بہت ہی ناواقف شخص پڑھ دے تو ممکن ہے مگر دوسری طرف آپ ہی کے علما کی تو خبر لیجئے جنکے وعظ ہزلیات سے خالی نہیں ہوتے تمسخر رکیک باتیں ذلیل قصے فحش نقلیں یہ سب کچھ ہوتا ہے مگر آج تک آپ نے وعظ کے ناجائز ہونیکا فتویٰ نہیں دیا چھوٹوں کا تو ذکر ہی کیا ہے مولوی اشرف علی صاحب کے وعظ اُٹھا کر دیکھئے لنگوٹیا یاروں کے قصے کبوتر بازوں کے قصے مسخرے پن کی باتیں اور صدہا خرافاتیں بھری ہوتی ہیں اس سے وعظ ناجائز نہیں ہو جاتا اور ستم یہ ہے کہ ساری جماعت میں کوئی ان خرافات کو بھی منع نہیں کرتا۔ پھر جو اشعار قابل اعتراض لکھے ہیں ان میں ایک شعر تو یہ ہے ؎

اللہ کے پلہ میں وحدت کے سوا کیا ہے　　جو کچھ مجھے لینا ہے لے لونگا محمد سے

یہ شعر کسی سُنی کا تو معلوم ہوتا نہیں نہ میلاد خوانوں کو پڑھتے سُنا گیا ہے کوئی وہابی میلاد خواں پڑھتا ہو تو عجب نہیں کیونکہ بہت سے وہابی بھی میلاد خوانی کرتے ہیں اور غالباً اُنکا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ محافل میلاد کو بدنام کریں اس لئے کوئی وہابی اس قسم کا شعر پڑھ دیتا ہو تو تعجب نہیں اہل سنت کے دیوان کے دیوان نعت شریف میں ہیں مگر اس قسم کا مضمون کسی کے ذہن میں نہیں آتا۔ بہر حال کوئی بھی پڑھتا ہو اس شعر کا پڑھنا جائز نہیں اُس شاعر کو اور اُسکا یہ شعر پڑھنے والے کو اس شعر سے توبہ لازم ہے محفل شریف میں کیا کہیں بھی یہ شعر نہ پڑھنا چاہیئے نہ دیوان میں لکھنا چاہیئے نہ چھاپنا چاہیئے لیکن اس وہم سے کہ کسی محفل میں کہیں یہ شعر پڑھ دیا گیا ہو تو تمام محافل کا ناجائز کر دینا حمق نہیں تو کیا ہے۔ دوسرا ایک مصرعہ اور اسی مقصد کے لیئے لکھا ہے کہ اس ذریعہ سے محفل مبارک کو ناجائز کر دیا جائے وہ مصرعہ یہ ہے ع چوں نگویم بخدا احمد بے میم ترا

اسکا پہلا مصرعہ معلوم نہیں کہ کیا ہے اور کیوں سائل نے چھپایا اتنے مصرعہ میں کوئی اعتراض نہیں۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ میں آپکو احمد بے میم یعنی احد کیوں نہ کہوں احد کہتے ہیں یکتا کو یکتا کہنا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خلاف شرع نہیں اللہ تعالےٰ نے آپکو یکتا بنایا ہی ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایکم مثلی اسکے یہی معنی ہیں کہ کوئی میرا مثل نہیں میں یکتا ہوں بیشک وہ اپنے صفات میں یکتا ہیں اول مخلوق ہیں اول انبیا ہیں خاتم النبیین ہیں اول شافع ہیں اول مشفع ہیں صاحب مقام محمود ہیں امام الانبیا ہیں اپنی صفات کمالیہ میں اپنا ہمتا نہیں رکھتے امام بوصیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم آپ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں آپ کے حسن کا جوہر فرد غیر منقسم ہے اسکے معنی بھی وہی یکتائی ہے یہ مضمون تو بالکل بجا ہے مگر وہابی کو ضرور کڑوا معلوم ہونا چاہیئے جو اس یکتائے عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مثل بشر ٹھہراتا ہے اور بڑا بھائی بتاتا ہے حضور کا ہم استاد بنتا ہے وحی باطنی کا ادعا کرتا ہے وہ یکتا کیوں مانیگا اور جہاں یکتائی کا بیان ہوگا وہ اسکو کیوں ناگوار نگزرے گا مگر یہ اسکی بدنصیبی ہے کفار بھی انبیا کو اپنی مثل بشر ہی جانتے تھے یہی وہابی نے بھی سمجھا تو اب اپنے ایمان کی حقیقت کو دیکھ لے یہود بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نعت کو چھپاتے تھے یہ بھی حضور کے بیان اوصاف سے چڑتے ہیں اور محفل میلاد کے منع کرنے کی بھی علت یہی ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کا بیان ہوتا ہے اور حضور کی یکتائی کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ وہابی قلب اس کو کب گوارا کریں گے جسطرح آشوب چشم والے کو آفتاب کی نورانی طلعت ناگوار ہوتی ہے اسی طرح وہابی کو سید انبیا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان و عظمت سے موت آتی ہے۔ اس مصرعہ پر تو اعتراض کیا جسکا مضمون بالکل حق تھا مولوی محمود الحسن کا مرثیہ نہ دیکھا جس میں مولوی رشید احمد کی تعریف میں حد سے تجاوز کیا گیا ہے ایک شعر اسکا یہ ہے ؎

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید   اٹھا عالم سے کوئی بانیان اسلام کا ثانی

اسلام دین الٰہی ہے بانئ اسلام اللہ عز و جل ہے تبارک و تعالےٰ۔ مولوی رشید احمد کو اللہ کا ثانی بتادیا خدا کی یکتائی بھی قایم نرکھی جو خدا کو بھی یکتا نہ جانیں وہ محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے یکتا مانیں الحمد للہ مسئلہ خوب واضح ہوگیا اور مخالف کو جائے چون و چرا باقی نہ رہی میں اصل تحریر کو

ارشاد الانام الی محفل المولود والقیام کے نام سے موسوم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنے بندوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و سید رسلہ و خاتم انبیائہ محمد و آلہ اجمعین

عرس کا حکم

استفتا از موضع بھنجن قاسم پور ضلع اعظم گڑھ۔ مرسلہ مولانا مولوی ابوالمحامد احمد علی صاحب زید لطفہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبروں پر عرس کرنا جائز ہے یا نہیں جواب بسند کتاب اور یہ کہ لغۃً عرس کے کیا معنی ہیں بعبارات عربیہ یا فارسیہ و ترجمہ مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں فقط

الجواب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بزرگان دین کے مزارات پر انکی وفات کے دن جو لوگ زیارت و ایصال ثواب و حصول برکات کے لئے سالانہ حاضر ہوتے ہیں اس کو عرس کہتے ہیں۔
غیاث اللغات میں ہے مجازاً بمعنی مجلس طعام فاتحہ بزرگان کہ بروز وفات بعد از سالے کنند چراکہ رحلت از محکدۂ دنیا بمنزلہ شادی عروسی است بحق عاشقان حق چنانکہ سعدی فرماید ؎

عروسی بود نوبت ماتمت ۔۔۔ اگر نیک روزی بود خاتمت

لفظ عرس اس معنی کے لئے حدیث شریف سے ماخوذ ہے کہ نکیرین قبر میں جواب شافی کے بعد بندۂ مرحوم سے کہتے ہیں نم کنومۃ العروس الذی لا یوقظہ الا احب اہلہ الی آخرہ رواہ الترمذی یعنی سو جا مثل سونے عروس کے جس کو اسکے اہل میں اس کے سب سے پیارے کے سوا کوئی نہ جگائے فی الواقع جب منزل اول کی امتحان گاہ صدق و اخلاص میں بندہ کامیاب ہوا اور رحمت و کرم سے نواز اگیا تو وہ دن اس کے لئے دنیا کے تمام ایام سے زیادہ شادی و خوشی کا دن ہے اور حقیقت میں وہ آج ہی دولہا بنا ہے کہ ملائکہ رحمت اس کی ناز برداری کرتے ہیں اور جنتی سامانوں سے اسکی قبر کو روضہ پر بہار بنا کر اس سے آرام کی نیند سونے کی درخواست کرتے ہیں جسکا بیان حدیث شریف میں ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے ان صدق عبدی فافرشوہ من الجنۃ

فتح الہ بابا الی الجنۃ الی آخر رواہ احمد مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۴۲ الترجمہ بندہ صادق کے سوال نکیرین کے جواب شافی دینے کے بعد آسمان سے ندا کرنیوالا ندا کرتا ہے کہ میرے بندہ نے سچ کہا پس اس کے لیئے جنتی فرش بچھاؤ اس کو جنتی لباس پہناؤ اس کے لیئے جنت کی طرف دروازہ کھولدو۔ جنکے لیئے قبر میں یہ عزت و تکریم ہو انکے لیئے موت کا دن یقیناً شادی کا دن ہے اس لیئے اولیائے حق کے روز وفات کو روز عرس کہنا بالکل بجا اور حدیث شریف سے ماخوذ ہے یہ تو لفظ عرس کے معنی کا ایک مختصر بیان ہوا۔ اب مسئلہ عرس کے متعلق عرض کیا جاتا ہے۔

عرس کا جواز ریب و اشتباہ کا محل نہیں ہے اگر شریعت میں اس کی کوئی سند کبھی نہ پائی جائے تو بھی بہ سبب عدم ورود ممانعت کے جائز ہوتا کیونکہ عدم ممانعت ہی کا نام اباحت و جواز ہے قال اللہ تعالے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْہَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ عَفَا اللّٰہُ عَنْہَا یعنی اے ایمان والو تم بہت چیزوں کو دریافت نہ کرو اگر کوئی حکم ظاہر کر دیا جائیگا تو تمہیں گراں گزریگا اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں دریافت کروگے تو ظاہر کر دیا جائے گا اللہ نے وہ معاف فرما دیا ہے اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ جس امر پر شریعت طاہرہ نے کوئی حکم نہ دیا ہو وہ معاف ہے اسپر مواخذہ نہیں اور مباح اسی کو کہتے ہیں کہ اس کے کرنے پر کوئی عذاب نہو حدیث شریف میں وارد ہو لما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ یعنی جس چیز کے بیان سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے یعنی اس کے کرنے پر کوئی عذاب نہیں دوسری حدیث شریف میں ہے وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا اللہ تعالے نے بہت چیزوں سے بغیر نسیان کے سکوت فرمایا ہے تم ان میں بحث نہ کرو یعنی نسیان سے تو اللہ تعالے پاک ہے تو جن چیزوں کا حکم بیان نہ فرمایا ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ فراموش ہوگئیں ہوں تو علم میں حاضر ہوتے ہوئے جس چیز کی نسبت کوئی حکم ظاہر نہ فرمایا اس سے صاف مرضی معلوم ہوتی ہے کہ اس کے کرنے پر کوئی مواخذہ و عذاب نہیں ان آیات و احادیث سے فقہا نے یہ قاعدہ حاصل کیا کہ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ یعنی اصل چیزوں میں جانب شرع سے اباحت ہے تو جبکہ ممانعت وارد نہو وہ اباحت اصلی شرعی پر ہے اما الاباحۃ الاصلیۃ التی قالت بہا المعتزلۃ فہی سلامۃ خلیۃ فیہا للشرع وہی غیر ذلک اس قاعدہ نافعہ اور اس اصل عظیم سے ہزارہا مسائل حل ہوتے ہیں

اور کوئی مدعی اسلام ایسا نہیں ہے جسکے کثیر معمولات اس اصل کی شہادت نہ دیتے ہوں جب یہ اصل بہت وحدیث وفقہ سے ثابت ہو گئی تو عاقل کے لیئے یہ جان لینا کافی ہے کہ عرس پر ممانعت کا وارد ہونا اس کے جواز کی مضبوط دلیل ہے منکرین عرس کو کچھ بھی جائے چون وچرا نہیں ہے جبتک کہ وہ ممانعت عرس کو کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ کریں اور ممانعت پر اصلا کوئی دلیل نہیں تو جواز یقینی ہو یہ تو اس تقدیر پر ہے جبکہ فرض کر لیا جائے کہ عرس کا کوئی ثبوت موجود نہیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ علما صلحا مشائخ کے یہاں مدتہائے دراز سے ہر ہر ملک میں عرس معمول ہے مسلمان اس میں عام طور پر شرکت کرتے ہیں اور اسکو موجب خیر وبرکت جانتے ہیں مستحسن سمجھتے ہیں تو کافۂ اہل اسلام کا عمل اور صالحین کا تعامل کسی چیز کے استحباب کے لیئے خود ایک دلیل ہے حدیث شریف میں وارد ہوا مارأہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن جو امر مسلمانوں کے نزدیک بہتر ہو اللہ تعالے کے نزدیک بھی بہتر ہے اگر منکرین کو عرس کی کوئی دلیل معلوم نہ تھی تو انھیں اتنا ہی سمجھ کر استحسان کا قائل ہو جانا چاہئے تھا۔ اب میں آپکو عرس کے ثبوت دکھاؤں۔ غور کیجئے کہ عرس میں زیارت قبور ہوتی ہے تلاوت قرآن پاک ہوتی ہے ذکر خیر اور ایصال ثواب ہوتا ہے یہ سب چیزیں احادیث سے ثابت ہیں۔ زیارت قبور کے لیئے حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا یعنی میں نے تمہیں پہلے زیارت قبور سے منع کیا تھا پس اب انکی زیارت کیا کرو اور بہت حدیثیں زیارت قبور کی ترغیب میں وارد ہوئی ہیں اسی طرح تلاوت قرآن پاک اور ایصال ثواب سب امور خیر ہیں اور شرع میں انکے ثبوت اس کثرت سے موجود ہیں کہ جنکا انکار کمال ہٹ دھرمی اور انتہائی نفسانیت ہے۔ رہی یہ بات کہ عرس کی ہیئت کذائی کہاں تھی یہ سوال خود لایعنی اور ناقابل التفات ہے کیونکہ کسی چیز کے جائز یا مستحب ہونے کے لیئے اسکی اصل کا ثابت ہونا کافی ہوتا ہے ورنہ تمام مدارس بدعت وگناہ ہوجائیں اور ان میں چندے دینا انکی تائید کرنا اعانت علی المعصیت ہو کیونکہ مدرسہ کی یہ ہیئت کذائی زمانۂ اقدس میں نہیں پائی گئی طلبا کی جماعتیں کی جماعتیں صف بندیوں کے ساتھ کب مرتب تھیں امتحانوں کی یہ شان کب تھی لیکن اگر آپ اپنے اس فعل کو بے اصل نہیں مانتے ہیں اور ہیئت کذائی اس کو ثابت الاصل ہونے سے خارج نہیں کر سکتی ہے تو عرس کو بھی غیر ثابت الاصل نہیں کہا جا سکتا خاصکر ایسی حالت میں جبکہ وہ احادیث سے

ثابت ہو جیسا کہ تفسیر درمنثور میں مروی ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کے مزاروں پر سال کی پہلی تاریخ تشریف لے جایا کرتے تھے اس حدیث کو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوے صفحہ ۹۸ میں ذکر فرمایا اب رہا یہ عذر کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اگر تشریف لیجاتے ہونگے تو دو ایک خادم ہمراہ ہوتے ہونگے اجتماع کثیر کہاں سے ثابت یہ نہایت ہی رکیک اور بہت ہی کمزور بات ہے کیونکہ اول تو یہ قیاس کہ حضور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس موقع پر صرف دو ایک صاحب ہی ہوتے ہونگے بے اصل اور بے دلیل ہے اس کے لیئے کوئی نقل درکار ہے علاوہ بریں فرض کیجئے دو ایک خادم بھی ہمراہ نہ ہوتے ہوں تو بھی کیا حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا تاریخ معین پر تشریف لے جانا مسلمانوں کے لیئے اس عمل کو سنت نہ کریگا اور جب باتباع حضور صلی اللہ علیہ وسلم   تاریخ معین پر اہل اللہ کے مزارات پر جانا سنت ثابت ہوا تو کون امتی ہے جس کو کوئی شخص بھی اس سنت کی ادا سے روک سکے تو اگر کسی مزار پر اتباع سنت کی نیت سے بکثرت جانے والے جائیں تو ان میں ہر ایک سنت کا عامل ہوگا اور ان کے بیک وقت مجتمع ہوجانے سے وہ سنت اٹھ نہ جائے گی اس لیئے اس اجتماع کو عدم جواز کی دلیل بنانا غلط و باطل ہے اور اس میں اپنی رائے سے سنت کی تقیید لازم آتی ہے۔

حقیقت عرس اسی قدر ہے جو بحمد اللہ احادیث سے ثابت ہے جب بقصد زیارت واتباع سنت بکثرت مسلمان کسی مزار پر پہنچے اور وہاں اجتماع مومنین حاصل ہوگیا تو اب وعظ و ذکر تلاوت قرآن صدقہ بہترین مشاغل میں سے ہیں یہی کام عرس میں ہوتے ہیں۔ علماء صلحاء اولیاء اہل اللہ ہر طبقہ کے لوگ اس ادائے سنت کے لیئے آتے ہیں ان حضرات کی زیارتیں انکی ملاقات ان کا فیض صحبت یہ ایک اور نعمت ہے جس سے مومن دنیوی واخروی منافع حاصل کرتا ہے جب اس مبارک مقصد کی بدولت اجتماع ہو تو اس کے فرش وغیرہ کے انتظام زائرین کی آسائش کے لیے ضروری ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہوا کہ بندگان خدا کے آرام کے لیئے رستہ سے کانٹے وغیرہ کسی ایذا دینے والی چیز کا ہٹا دینا بھی ثواب اور ایمان کی نشانی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع وسبعون شعبۃ افضلھا لا الٰہ الا اللہ وادناھا اماطۃ الاذی عن الطریق جب راہ گزر سے کانٹا پتھر ٹھوکر لگنے والی چیز ہٹانا بھی ثواب اور

ایمان کی نشانی ہے اس لئے کہ اس سے بندگان خدا کو ایک طرح کا آرام پہنچتا ہے تو ادائے سنت کے لئے سفر کرنیوالوں کے واسطے روشنی فرش لنگر یعنی کھانیکا انتظام کرنا بطریق اولیٰ موجب برکت و ثواب ہوگا۔ اب ثابت ہوگیا کہ عرس شرع سے ثابت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس کی مخالفت میں تشدد نہ کرنا چاہیئے کہ اس سے مخالفت سنت کی لازم آئے گی واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ احکم کتبہ العبد الحقیر آل حسن متعلم مدرسہ عالیہ اہل سنت وجماعت مراد آباد

گیارھویں شریف کی دھوم دھام

اگرچہ وہابیہ نے سال بھر سے زیادہ امور خیر کو روکنے کے لیئے اپنی تمام طاقتیں صرف کردی تھیں لیکن ماہ فاخرہ ربیع الآخر کے ہلال نے انکی تمام تار پود ہبائً منثورا کردی محافل گیارہویں شریف کی وہ کثرت رہی وہ دھوم رہی وہ چرچا رہا کہ وہابیوں کی عقلیں حیران رہ گئیں بڑے بڑے حوصلہ سے مسلمانوں نے گیارہویں شریف کی ہر گلی کوچہ میں گیارہویں شریف کا غلغلہ بلند تھا گھر گھر گیارہویں شریف کے اہتمام تھے۔ سال گذشتہ سے امسال گیارہویں شریف چوگنی ہوئی معلوم ہوا کہ وہابیہ کی لغو باتوں سے مسلمانوں نے کچھ بھی اثر نہ لیا اور انکے قلوب میں اہل باطل کی تقریریں کچھ اثر نہ کرسکیں جسطرح خس وخاشاک گل سڑکر نونہالان چمن کے لیئے کھاد بن جاتا ہے اور اس سے انکی نشو ونما اور زیادہ ہوجاتی ہے اسی طرح وہابیہ کی تقریروں کا خس وخاشاک سنیوں کے کشت عمل کے لیئے کھاد کا کام دے گیا اور جتنا انہوں نے ممانعت میں مبالغہ کیا تھا اتنی ہی گیارہویں شریف کثرت سے ہوئی۔

گیارہویں شریف فاتحہ ہے مقبولان بارگاہ کے ایصال ثواب کے لئے اس میں مسلمانوں کو کھانے کھلائے جاتے ہیں اور مقبولین بارگاہ الٰہی کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے معلوم نہیں وہابیہ اس کے کیوں مخالف ہیں اور اس سے انھیں کیا ضرر پہنچتا ہے بجز اس بات کے کہ جب کثرت سے لوگ ایصال ثواب میں روپیہ خرچ کرنے لگے تو یاروں کے چندہ میں ضرور خلل آجائیگا بس یہ چیز ہے جس کے لئے ہزاروں حیلے بہانے ہیں ورنہ نہ شرع میں اسکی کہیں مخالفت وارد نہ اس عمل میں کوئی امر خلاف شرع داخل لہذا اسکا انکار جہل وعناد اور نفسانیت کے سوا کچھ نہیں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے

حلال اور طیب مال کا کھانا انکا کر غریبوں فقیروں اور عام مسلمانوں اور نیک لوگوں کو کھلایا جاتا ہے حدیث شریف میں تو مومن کی علامت فرمائی اطعام الطعام وہابی صاحب کو اسمیں کونسی چیز قابل اعتراض نظر آئی مگر بات وہی ہے کہ چندہ کے نقصان کا اندیشہ انکے لئے تمام امور خیر کی مخالفت کا باعث ہوا اللہ تعالے ہدایت فرمائے۔

ناظم جمعیۃ علما کے جذبات عقیدت کرشن کے قدموں میں

تیج کا کرشن نمبر بہت آب و تاب کے ساتھ چھپا ہے ہندؤں نے اپنی عقیدت کا جسطرح بھی اظہار کیا ہے وہ انکے دینی جوش کا ثبوت ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہندو قوم اپنے مذہبی پیشواؤں کے احترام میں کہاں تک سرگرمی کر رہی ہے اس سے حق پرست مسلمان کے دل میں اپنے پیشوایان برحق کے ساتھ اظہار عقیدت و نیاز اور انکے احتشام و احترام کے جذبے موجزن ہو جانیکا موقع تھا مگر افسوس کہ وہ اصحاب جو باوصف دعوی اسلام حضور پرنور سید انبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی محافل میلاد مبارک و معراج شریف کی مخالفت میں سرگرم رہا کرتے ہیں کرشن کے احترام میں سر افگندہ نظر آئے ان میں احمد سعید صاحب دہلوی ناظم جمعیۃ علما خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو اپنے وعظوں میں میلاد مبارک کی محافل متبرکہ پر آوازے کسنے اور اسکا تمسخر اڑانے کے عادی ہیں آپنے اپنی عقیدت کے جذبے کرشن کے چرنوں میں پیش کرنیکی عزت حاصل کی ہے مسلمان انکو پہلے ہی سے ہندو پرست جانتے تھے آپنے خود اپنی قلم سے اسکا یہ ایک نیا ثبوت بہم پہنچایا ہے آپنے اپنے مضمون میں جو تیج کے کرشن نمبر میں چھپا ہے اپنی نیاز کیشی و عقیدت اندیشی کے مخلصانہ جذبے کرشن کے قدموں میں ڈالے ہیں آپکا سر تو جھک گیا مگر آپ کرشن کے قدم کہاں پائینگے اسے بھی غور فرمایا ہندوں کا اعتقاد تناسخ تو انھیں کسی جون میں مانتا ہوگا جسکا پتہ نہ آپکو ملے نہ ہندؤں کو پھر آپکی وہ مخلصانہ نیازمندیاں کرشن کے چرنوں کی تلاش میں کس کسکے قدموں میں ٹھوکریں کھاتی پھریں گی جس شخص کا یہ حال ہو مسلمانوں میں واعظ بنکر منبر پر بیٹھا کرے اور ہندؤوں کی خوشامد میں کرشن کے کرشن کے قدم ڈھونڈھتا پھرے وہ مسلمانوں کے لئے عار ہے اسلام کے لئے ننگ ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے شخص کو مولوی نہ کہیں اسکے وعظوں میں شریک نہوں اسکی تقریر نہ سنیں اس کو منبر پر جگہ ندیں کیا احمد سعید صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو انھیں اپنی طرح کرشن کا مخلص عقیدتمند سمجھ لینگے۔ یہ خیال تو غلط ہے وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ شخص نہایت طماع ہے خوشامدی ہے اپنے ضمیر کے خلاف ہندؤنکو مغالطہ دیرہا ہے لیکن ایک مسلمان نام رکھنے والے شخص کا اسطرح اظہار